Urdu Research Journal
International refereed journal for Urdu
تحقیق وتنقید
ISSN: 2348-3687, Vol. 3, Issue: 10th
Available on: www.urdulinks.com/urj
Topic: Urdu mein Bachhon ka Sience Adab by: Mohammad Raza Faraz, India

اردو میں بچوں کا سائنسی ادب

محمد رضا فراز
ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی، دہلی,
Mohammad Raza
M-54A, Batla House Jamia Nagar New Dellhi-110025

ہر زمانہ کی سائنس اور ٹکنالوجی اس دور کے تقاضوں اور ضرورتوں کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں ،ان ٹکنالوجی کو سمجھ کر ان کی برکتوں سے لطف اندوز ہونا اور اس کو استعمال میں لانا ایک ترقی یافتہ سماج کی علامت سمجھی جاتی ہے۔سائنس اور ٹکنالوجی کا شعبہ تو بالکل ہی الگ ہوتا ہے لیکن اس کی تعلیم کی ابتداء بچپن سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔اردو ادب میں جس طرح ادب اطفال پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اسی طرح اس میں سائنسی ادب پر بھی بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔اردو میں بچوں کے سائنسی ادب کو ابتدائی ایام سے ہی پڑھائے جانے کا رواج ہے۔تاہم ادب اطفال میں جس انداز میں کہانی،افسانہ اور نظم پر توجہ دی گئی ،سائنسی مضامین پر اس کی آدھی توجہ بھی نہیں دی گئی ہے اور اس سلسلے میں جو کچھ کام بھی ہوئے اس کی رفتار بہت دھیمی ہے۔

سائنس کی بنیادی تعریف:

لغوی اعتبار سے دیکھا جائے تو انگریزی لفظ ”سائنس“ (Science)، لاطینی کے ”سائنسیا“ یا ”سائنشیا“ (Sciencia) سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ”جاننا“ (To Know) ہے۔”سائنس“ کا اردو اور عربی ترجمہ ”علم“ کے عنوان سے کیا جاتا ہے جو اس کے لغوی ماخذ سے مطابقت رکھتا ہے، کیونکہ ”جاننا“ اور ”علم رکھنا“ کم و بیش ایک ہی کیفیت کی ترجمانی کرتے ہیں۔تاہم آج یہ ممکن نہیں کہ ہر علم کو ”سائنس“ قرار دیا جاسکے۔

بچوں کے سائنسی ادب پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا مناسب ہوگا کہ سائنسی ادب کیا ہے؟اس کی کیا خصوصیات ہیں جو اسے عام ادبی مواد سے علیحدہ کرتی ہے اور اسے ایک منفرد شناخت عطا کرتی ہے۔بچوں میں سائنسی رجحان کس طرح پیدا کیا جائے؟دراصل جب تک ہمارے اساتذہ اور والدین کا ذہن سائنسی نقطہ نظر کی طرف مرکوز نہیں ہوگا اس وقت تک بچوں کے ذہنوں میں بھی سائنسی مضامین کو کماحقہ ثبت کرنا مشکل ہے۔سائنسی نقطہ نظر کسی اصول کو اسی شکل میں قبول نہیں کرتا بلکہ اس کے پس پشت ان وجوہات کو جاننے کی کوشش کرتا ہے جس کی وجہ سے یہ واقعہ رونما ہوا۔مثال کے طور پر پکتے ہوئے برتن پر تیز تاؤ کی وجہ سے ڈھکنے کا اٹھنا،اوپر سے پھینکی ہوئی چیز کا زمین پر واپس آنا،سمندر میں پانی کی سطح کا کم نہ ہونا۔ان تمام سوالات کا تعلق سائنس سے ہے اور بچے ان تمام چیزوں کو جاننے کے لیے بے چین رہتے ہیں اور اس کے متعلق ان کے ذہنوں میں سوالات بھی ابھرتے رہتے ہیں۔اور یہ سب بچوں کو اسی وقت حاصل ہوگا جب کہ بچوں کے سائنسی ادب کے حوالے سے بہتر کوشش کی گئی ہو اور اس کو عام فہم،اثر انداز،دلچسپ اور سلیس انداز میں لکھا گیا ہو۔یہی وہ سائنسی بنیاد ہے جو بچوں کے لیے سائنسی ادب کی کتابوں اور مضامین کے لیے ضروری ہے۔لیکن اردو میں ایسی کتابیں جو بچوں کو پڑھنے کے لیے راغب کر سکیں،ان کی کمی نظر آتی ہے۔اس لیے ایسے مضامین کے لیے عنوانات کا انتخاب کرنا ہوگا جس میں بچوں کی دلچسپی ہو،زبان کے انداز کا خیال رکھنا ہوگا،جو بچوں کی سمجھ میں آئے اور انھیں اچھا بھی لگے۔جو مصنفین موضوع کا انتخاب کرکے اثر انگیز زبان وبیان کے ساتھ لکھتے ہیں،ان کی کتابیں بچوں کے درمیان مقبول بھی ہیں۔

اردو میں بچوں کے سائنسی ادب پر لکھنے والے اور کتابیں شائع کرنے والوں کی یہ کوشش ہے کہ بہتر سے بہتر مواد بچوں کے سامنے پیش کیا جائے۔اس سلسلے میں مہاراشٹر میں بہت اچھا کام ہو رہا ہے۔رحمانی پبلشرز نے اس جانب بڑا اہم قدم اٹھایا ہے اور مستقل ایسی کتابیں آ رہی ہیں جس کو بچے بہت دلچسپی کے ساتھ پڑھ رہے ہیں۔بچوں کے ابتدائی ایام میں ہی سائنس کی ایسی کتابیں فراہم کرائی جانی چاہیے جس کو پڑھ کر بچوں کو سنایا جاسکے اور تصویروں کے ذریعے ان کے اندر معلومات اور شوق و رغبت پیدا کیا جائے۔ایسے مضامین بچوں کے اندر حیرت اور تجسّس پیدا کرتے ہیں اور بچوں کے ذہن میں کیا،کیوں،کیسے اور کہاں جیسے سوالات پیدا ہوتے ہیں جو کہ بچوں کی فطرت میں شامل ہے۔بچوں کی اس عمر میں انھیں جو کچھ بھی پڑھایا جاتا ہے،اس کا ذہن اس کو

ازبر کرلیتاہے۔ایسی صورت میں بچوں کا سائنسی ادب کی زبان کا آسان ، پر ظریف، چھوٹے چھوٹے جملے، نئی اور تازہ معلومات، مشکل الفاظ کا کم استعمال اور مضامین کو دلچسپ پیرائے میں پیش کرنا ضروری ہے تاکہ بچے اسے پڑھنے میں دلچسپی لیں اور ان تک سائنسی معلومات پہنچ سکیں۔

بچوں کے سائنسی ادب پر لکھنے کی روایت بہت قدیم ہے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد ادیب ودانشور نے جہاں بچوں کے لیے کہانیاں، افسانے اور نظمیں لکھیں، وہیں اس دور میں مقبول یعنی پاپولر سائنس کے حوالے سے معلومات بھی فراہم کی گئیں۔ ۱۸۵۷ء کے بعد کے ادیبوں میں سب سے پہلے مولوی ذکاؤ اللہ کا نام آتا ہے۔ مولوی ذکاء اللہ علی گڑھ تحریک کے سرگرم رکن تھے۔ انھوں نے سائنسی مضامین پر مشتمل کتابیں انگریزی سے بچوں کے لیے اردو میں منتقل کیں، جو بچوں کے سائنسی ادب میں قیمتی اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ تاہم یہ تصانیف زیادہ تر اسکولوں کے طلبا کے لیے لکھی گئی تھیں اس لیے ان میں رنگینی اور عبارت آرائی اور ادبی دلچسپیاں بہت کم دیکھنے کو ملتی ہیں۔ انیسویں صدی کے آخری دہے میں لگ بھگ ۱۸۹۲ اور ۱۸۹۴ء کے دوران مولوی محمد اسمٰعیل میرٹھی نے منصوبہ بند انداز میں بچوں کے لیے بے حد معیاری درسی کتب تیار کیں۔ ان درسی کتابوں میں معلوماتی مضامین بھی شامل کیے گئے جو بچوں کو مختلف موضوعات پر سیر حاصل مواد فراہم کرتے تھے۔ ان مضامین میں ہوا، پانی، کوئلے کی کان، نئی دنیا کی دریافت، ریلوے انجن کا موجد، چھاپے کی ایجاد، زمین اور اس کی اصلیت، زراعت کے مویشی، قوس قزح، ہالہ اور دوسری سائنٹفک چیزیں جو ہمارے اردگرد ہمیشہ موجود رہتی ہیں، ان پر انھوں نے سائنسی انداز میں گفتگو کی اور بچوں کو دلچسپ پیرائے میں اہم معلومات فراہم کیں۔ بیسویں صدی کے دوران آزادی سے پہلے صرف چند ہی ادیبوں نے سائنسی موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے۔ ۱۹۲۷ء کے دوران نواب منظور جنگ بہادر کی کتاب ''شہد کی مکھیوں کا کارنامہ'' قابل ذکر ہے۔ جس میں مصنف نے شہد کی مکھی کی زندگی کی تفصیلات، انھیں پالنے کا طریقہ، شہد نکالنا اور شہد کی مکھیوں کی بیماریوں کے بارے میں مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ حیاتیات کے پروفیسر عبدالبصیر خان مرحوم نے ''حیوانی دنیا کے عجائبات'' کے نام سے ایک بے حد معلوماتی اور دلچسپ کتاب لکھی جس میں مغز اور دماغ کا باہمی تعلق، جانوروں کی ذہانت، روشنی پیدا کرنے والے جانور، جانوروں کا رنگ وروغن، بجلی پیدا کرنے والے جانور، تاریکی میں رہنے والے جانور، آبی گھونسلے، دواؤں میں جانوروں کا استعمال، جانوروں میں سوسائٹی کے نشوونما اور سچے موتی کہاں سے کس طرح بنتے ہیں، جیسے معلوماتی موضوعات کو بہت دلچسپ اور لطیف انداز بیان کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ۱۹۴۲ء میں شعبہ حیوانیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کے پروفیسر محشر عابدی نے ''حیوانیات'' کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی جو حیوانیات کے ابتدائی طالب علموں کے لیے بے حد کارآمد کتاب تھی۔ انھوں نے اس کتاب میں بعض بہت مفید موضوعات جیسے حیوانات کیا ہیں؟ حیوانات کی مختلف شاخیں، حیوانوں کے فائدے، حیوان اپنی حفاظت کیسے کرتے ہیں؟ حشرات الارض، کیڑوں کے نقصانات اور اس کے فائدے اور بیماریاں پھیلانے والے حیوان شامل ہیں۔

آزادی سے پہلے ۱۹۲۳ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے وابستگان ڈاکٹر عابد حسین، ڈاکٹر ذاکر حسین، پروفیسر محمد مجیب اور ان کے رفقائے کار نے بچوں کے ادب پر خاطر خواہ اضافے کیے۔ ان کی کاوشیں سائنسی ادب اطفال میں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان میں حسین حسان جو ''ماہنامہ پیام تعلیم'' کے ایڈیٹر تھے، انھوں نے بچوں کے لیے متعدد کتابیں اور مضامین لکھے جن میں سے صرف ایک کتاب ''دیمک'' سائنسی مضامین پر مبنی تھی۔ اس میں انھوں نے دیمک کی زندگی، اس کی ذاتوں اور نقصانات کے بارے میں تفصیلات کے ساتھ تحریر کیا تھا۔ اسی طرح علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر کرنل بشیر حسین زیدی کی اہلیہ قدسیہ زیدی کی مختلف کتابوں میں صرف ''دنیا کے جانور'' بحیثیت سائنسی کتاب اہمیت کے حامل ہیں۔ عبدالواحد سندھی جو جامعہ کے قدیم استاد تھے، انھوں نے بچوں کے اخلاقی ادب پر بہت کچھ لکھا، اس کے ساتھ ساتھ بچوں کے سائنسی ادب پر ان کی کتاب ''چیونٹی رانی'' بہت مقبول ہوئی۔ جامعہ کے ہی ایک قابل استاد مشتاق احمد اعظمی نے بچوں کے لیے بڑی تعداد میں سائنسی اور معلوماتی مضامین لکھے جو پیام تعلیم کے مختلف شماروں میں شائع ہوئے۔ ان میں ''نمک، پودے، بجلی کا کڑکنا، ہم کیوں سوتے ہیں، کشتی، بجلی کے کھیل، تمہاری زمین اور ابتدائی آدمی کی کہانی'' قابل ذکر ہیں۔ جامعہ ٹیچرس ٹریننگ سے وابستہ اور معروف ماہر تعلیم ڈاکٹر سلامت اللہ نے بھی بچوں کے لیے معلوماتی مضامین اور دلچسپ کہانیاں تحریر کیں۔ ان کے اہم معلوماتی مضامین میں ''ستاروں کے جھمکے، سورج کے گرد زمین کا چکر، سورج کی کہانی، ہم چاند کیوں دیکھتے ہیں، چاند کی شکلیں، چاند گرہن اور سورج گرہن'' قابل ذکر ہیں۔

تیسرا دور ہندوستان کی آزادی ۱۹۴۷ء کے بعد سے شروع ہوا۔ آزادی کے بعد سے ۱۹۸۰ء تک اہم کتابیں منظر عام آئیں۔ ان میں اہم نام قرۃ العین حیدر کا ہے۔ ان کا تحریر کردہ ناول ''جن حسن عبدالرحمٰن'' کو اردو ادب اطفال کے سائنس فکشن میں اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ انھوں نے اس ناول میں بچوں کو سائنس کے کرشموں سے نفسیاتی طور پر متعارف کرایا ہے۔ اس ناول کے علاوہ انھوں نے ''شیر خان''، ''میاں ڈھینچو کے بہادر بچے'' اور ''بہادر'' ان کے اہم ناولوں میں شامل ہے۔ کرشن چندر نے بچوں کے لیلے فنطاسیہ، مہماتی اور سائنس فکشن تخلیق کیا ہے۔ ان کی کتاب ''الٹا درخت'' اور ''ستاروں کی سیر'' ان کے بہترین ناول ہیں جن میں انھوں نے بچوں کو انوکھی مہمات کے دوان سائنسی ایجادوں اور کائنات کے اسرار سے روشناس کرایا ہے۔ سائنسی فکشن لکھنے والوں ہیں سراج انور بھی ادب اطفال مین ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کے سلسلہ وار ناولوں میں خوفناک جزیرہ، کالی دنیا اور نیلی دنیا میں انھوں نے سراغ رسانی کے کارناموں اور مہمات کے ساتھ ساتھ بچوں کو جدید سائنسی انکشافات اور ایجادات سے بہت فنکارانہ انداز سے واقف کرایا ہے۔ ظفر پیامی نے بھی سائنسی ناول ''ستاروں کے قیدی'' لکھ کر

بچوں کو جدید سائنسی انکشافات سے زیادہ حقیقت پسندی کے ساتھ متعارف کرایا ہے۔سائنس فکشن تخلیق کرنے والوں میں پرکاش پنڈت کا بھی ایک اہم نام ہے۔"چاند کی سیر" ان کا طبع زاد ناول ہے۔"سرکس کے کھیل" سائنسی موضوع پر ایک طویل کہانی ہے۔"چاند کی چوری" میں انھوں نے ایٹم بم ،ہائیڈروجن اور نائٹروجن بموں سے دنیا کو ختم کرنے کی سازش اور سائنسدانوں کے چاند چرالانے کے منصوبے کو بہت دلکش انداز سے بیان کیا ہے۔اطہر پرویز جو پیام تعلیم کے مدیر بھی تھے،ان کی کتاب "پودوں اور جانوروں کی دنیا" بچوں کو عام فہم انداز سے حیاتیات سے روشناس کراتی ہے اور اپنی دوسری کتاب "چارلس ڈارون" میں انھوں نے بچوں کو اس کی تھیوری سے متعارف کرایا ہے۔اظہار اثر نے بچوں کے لیے کئی جاسوسی اور سائنسی کہانیاں قلمبند کی ہیں۔جن میں تجسّس، سسپنس، حیرت، استعجاب اور بچوں کی دلچسپی کے دیگر لوازمات موجود ہیں۔ان کی کتاب "تین جاسوس"، "ایٹمی بوتل کا جن" اور "کیمیا گر" ان کی طویل جاسوسی اور سائنسی کہانیاں ہیں۔انھوں نے نیشنل بک ٹرسٹ سے بچوں کے لیے شائع ہونے والی کتابوں "ہمارا جسم" اور "خون کی کہانی" کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔غلام حیدر نے بھی بچوں کے لیے متعدد دلچسپ اور معلوماتی کہانیاں لکھی ہیں۔بچوں کے ادب پر ان کی تقریبا ۲۱ کتابوں میں صرف ایک کتاب "وقت کا مسافر" سائنسی موضوع ماحولیات سے متعلق ہے۔اس میں انھوں نے دنیا کی بڑھتی ہوئی آلودگی اور اس کے تباہ کن نتائج سے بچوں کو نہ صرف آگاہ کیا ہے بلکہ اس کے تدارک کے لیے کچھ کرنے اور کمربستہ ہونے کے لیے جذبہ بھی پیدا کیا ہے۔ بلاشبہ یہ سائنس کا دور ہے۔جس قوم یا ملک نے اس میدان میں پیش قدمی کی اور سائنس وٹکنالوجی پر اپنی گرفت مضبوط کرلی وہ دوسروں پر سبقت لے گیا۔ کسی قوم یا ملک کی ترقی کا دارومدار اس کی نئی نسل پر ہوتا ہے جس کی تربیت اور ذہن سازی اس ادب کے ذریعہ ہوتی ہے جو اس کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ہمارے ملک میں نئی نسل کے لیے افسانوی ادب زیادہ اور غیر افسانوی ادب بہت کم لکھا گیا جب کہ اس کے برعکس بیرونی ممالک میں ادب اطفال کے میدان میں افسانوی ادب کم اور سائنسی ادب زیادہ تیار ہوا ہے۔اس امر کی تصدیق بچوں کے معروف ادیب غلام حیدر کے ذریعے ۱۹۹۹ تا ۲۰۱۱ تک کے ادب اطفال کے موضوعات پر شائع ہونے والی کتابوں پر ایک سیمپل سروے سے بھی ہوتی ہے۔اس سروے کے مطابق بچوں کے لیے شائع کی گئی ۱۰۰ کتابوں میں سائنسی موضوعات پر صرف پانچ کتابیں شامل تھیں۔

سائنسی ادب ۱۹۸۰ کے بعد

بچوں کے لیے سائنسی ادب کے فروغ میں ۱۹۸۰ء کے بعد کے دہے میں "بچوں کا ادبی ٹرسٹ" کا اہم کردار ہے۔اس کے ذریعے تقریبا ۱۸ دیدہ زیب کتابیں شائع ہوئیں۔جن میں سے ۹ کتابیں "پھول کے مہمان، بگلا بھگت، تتلی کے بچے، ننھا پودا، چار سہیلیوں کی کیاری، نٹ کھٹ چنو، بہروپیا، کاربن: قدرت کا انمول عطیہ اور سوال یہ ہے کہ۔۔" سائنسی موضوعات پر مبنی تھیں۔ان کتابوں میں کیڑوں، پودوں، بادل، پانی اور جنرل نالج پر مفید معلومات فراہم کی گئی تھیں۔

۱۹۸۵ء میں سید حامد صاحب مرحوم نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں مرکز فروغ سائنس کی بنیاد رکھی جہاں سے اب تک ۲۰ء سے زائد سائنسی کتب شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں۔یہ کتابیں عام فہم، دلچسپ انداز سے سائنسی معلومات ہی فراہم نہیں کرتیں بلکہ مدارس کے طلباء کے لیے تعارفی کورس کا کام بھی دیتی ہیں۔ان میں نئے سائنسداں، سراغ رساں، ڈی این اے، کھیل کھیل میں سائنس، شہد کی مکھی، ایک عظیم سائنس داں، آنکھ کی کہانی، انڈے سے چوزہ، کیا، یوں اور کیسے ،آگ، چیونٹی: قدرت کی حیرت انگیز تخلیق اور سائنس کے تجربات اہم کتابیں ہیں۔مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد کے وائس چانسلر اور معروف سائنس داں پروفیسر محمد اسلم پرویز نے ۱۹۹۴ میں انجمن فروغ سائنس قائم کرکے رسالہ "ماہنامہ سائنس" جاری کیا جس میں متفرق سائنسی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ان میں ایسے مضامین بکثرت ہوتے ہیں جو بڑوں اور بچوں دونوں کے لیے یکساں مفید ہیں۔انھوں نے سائنسی مضامین پر مشتمل کتابیں سائنس کی باتیں، سائنس نامہ، اور سائنس پارے بھی شائع کیے ہیں۔ساتھ ہی نیشنل بک ٹرسٹ کی ایک کتاب کا ترجمہ بھی کیا ہے جو "کائنات میں ایک سفر" کے نام سے شائع ہوئی ہے۔

بچوں کے لیے سائنسی ادب پر مسلسل لکھنے والوں میں سائنس داں محمد خلیل، احرار حسین، عبدالودود انصاری، انیس الحسن صدیقی، پروفیسر ادریس صدیقی اور شمس الاسلام فاروقی کے نام قابل ذکر ہیں۔اس کے علاوہ غلام حیدر، فرید الدین، سید شہاب الدین دسنوی، عادل اسیر دہلوی، وکیل نجیب، رحمانی سلیم احمد اور پروفیسر محمد اسلم پرویز خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ایک استاد احرار حسین صاحب نے بچوں کے لیے کئی سائنسی کتابیں لکھی ہیں۔جن میں سائنسی شعاعیں، عظیم سائنس داں، سائنس کی مایہ ناز ہستیاں اور حیوانات کی دنیا شامل ہیں۔انھوں نے طبعیات، کیمیا، حیاتیات اور عام فہم سوالات پر مبنی ایک سائنسی کوئز بھی تیار کیا ہے جو طلباء کی سائنسی استعداد میں اضافہ کرنے کے لیے بہت ہی سود مند ہے۔

عبدالودود انصاری صاحب ایک استاد ہیں جو پچھلے کئی برسوں سے بچوں کے لیے متفرق سائنسی موضوعات پر مضامین لکھ رہے ہیں،ان مضامین پر مشتمل ان کی دو کتابیں "ترقی کے زینے۔ سائنس اور ٹکنالوجی" اور "سائنس پڑھو۔آگے بڑھو" اہمیت کی حامل کتابیں ہیں جس کا اندازہ کتاب کے عنوان سے ہی لگایا جاسکتا ہے۔ان کے علاوہ انھوں نے طلباء کی سائنسی استعداد میں اضافہ کرنے کے لیے کئی کوئز جیسے "پرندہ کوئز"، "جانور کوئز"، "کیڑا کوئز"، "سانپ کوئز" اور "فلک کوئز" بھی شائع کیے ہیں۔ان کتابوں کو علمی حلقوں کے ساتھ ساتھ بچوں کے درمیان بھی بہت پسند کیا جارہا ہے۔

انیس الحسن صدیقی نے بچوں کے ادب میں اپنی سائنسی دلچسپی دکھائی ہے۔وہ پوری طرح سائنس کے طالب علم تو نہیں رہے تاہم علم ہیئت سے دلچسپی رکھنے کے باعث انھوں نے بچوں کے لیے متعدد کتابیں تحریر کی ہیں جو فلکیات کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہیں۔ان میں " ہمارا نظام شمسی کیا ہے"، "ہمارا چاند کیا ہے"، "ہمارا سورج کیا ہے"، "سورج گرہن کیا ہے"، "ہماری کائنات کیا ہے"، "دمدار سیارے کیا ہیں"، "گلیلیو کی کہانی۔اس کی زبانی"، "چندر شیکھر کی کہانی۔ان کی زبانی"، "کہکشاں کیا ہے"، "اوزون سراخ کیا ہے" اور اس طرح کی دوسری کہانیاں منظر عام پر آچکی ہیں۔ان کے علاوہ انھوں نے کئی سائنسی مضامین، جیسے عجیب وغریب، نیلے بادل، ہماری دنیا کے لیے آزمائشی دن، جانب چاند ہندوستان کے بڑھتے قدم، رہائشی سیاروں کی تلاش، سیارے مریخ پر پانی کی تلاش اور چندریاں جیسی کہانیاں سہ ماہی رسالہ "سائنس کی دنیا" اور ماہنامہ "سائنس" میں شائع کیے ہیں۔

پروفیسر ادریس صدیقی جو کناڈا میں مقیم ہیں، انھوں نے بچوں کے لیے سائنسی موضوعات پر پچاس سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔ان میں ماحولیات سے متعلق کتب "پانی کی موت" اور "اوزون کی موت"، فزکس اصولوں پر مبنی "جادو" اور "راکٹ" شامل ہیں۔گرین گیس پر ایک کتاب نیشنل بک ٹرسٹ سے، کوڑا کرکٹ کے مسائل پر دہلی اردو اکادمی سے، جانوروں کے غیر قانونی شکار پر مدھیہ پردیش اردو اکادمی سے اور آب وہوا پر مبنی کتاب قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان سے شائع ہوئی ہیں۔ماحولیات سے متعلق ان کی ۱۲کتابوں کا ایک سیٹ پرتھم بکس سے شائع ہوا ہے۔پرفیسر صدیقی کا کہنا ہے کہ کہانی لکھنا، ابتدائی درجات کے بچوں کے لیے ان کے پسند کی کتابیں لکھنا اور سائنس وماحولیات کے تئیں دلچسپی پیدا کرانا ہماری زندگی کا مشن ہے۔

معروف سائنس داں محمد خلیل صاحب سی ایس آئی آر کی جانب سے شائع ہونے والے سہ ماہی رسالہ "سائنس کی دنیا" کے مدیر رہے۔انھوں نے بچوں کے لیے متعدد سائنسی کتب تحریر کی جن میں "سائنس اور ہم"، "نہرو اور سائنس"، "ڈاکٹر سی وی رمن:ایک عظیم سائنس داں"، "حیوانات کی دلچسپ دنیا"، "سائنس دانوں کی دلچسپ باتیں"، "پتنگ:ایک قدیم سائنسی کھیل"، "عجیب وغریب جانور"، اور "دنیا کے عجیب وغریب جانور" شامل ہیں۔اور حال ہی میں ان کی ایک اور کتاب "چچا جان کی سائنسی کہانیاں" شائع ہوئی ہیں۔یہ ساری کتابیں بچوں کے اذہان اور مبلغ فہم کے اعتبار سے لکھی گئی ہیں۔انھوں نے مختلف رسالوں جیسے "کھلونا"، "نور"، "ہلال"، "پیام تعلیم"، "گل بوٹے"، "امنگ"، "غبارہ"، "اچھا ساتھی" اور دیگر رسالوں کے لیے بھی اہم موضوعات پر بچوں کے لیے مضامین لکھے جن کو بے حد پسند کیا گیا۔روزنامہ اخباروں کے ادب ایڈیشنوں میں بھی ان کے مضامین شائع ہوئے۔خاص طور سے روزنامہ انقلاب کے سنیچر ایڈیشن میں بچوں کا کالم "نئے ستارے" میں عرصہ تک پابندی کے ساتھ ان کے مضامین شائع ہوئے۔انقلاب میں ان کی کتاب ہمارے سائنس داں اور چچا جان کی سائنسی کہانیاں بھی قسط وار شائع ہوئیں۔

فریدالدین احمد نے بچوں کے اندر سائنسی رجحان پیدا کرنے کے لیے کئی اہم کتابیں لکھیں۔ان کی سائنسی کتاب "سائنس کی دنیا"، "مواصلاتی سیارے" خاص طور سے مشہور ہوئے۔سائنس کی دنیا مکتبہ جامعہ سے ۲۰۱۱ میں شائع ہوئی۔اس کتاب میں سائنس کی بنیادی باتیں آسان زبان میں سمجھائی گئی ہیں۔جیسے سورج اور سیارے، نظام شمسی، قوت ثقل، حرارت وتوانائی، عمل احتراق، بجلی اور مقناطیس، قدرتی بجلی، برقی مقناطیس، برقی رو، ساز آواز وغیرہ پر اچھی معلومات فراہم کی گئی ہے۔مواصلاتی سیارے میں بچوں کو ریڈیو، ٹیلی فون اور ٹیلی ویژن کی کارکردگی اور مواصلاتی سیارے سے ان کے روابط کو سمجھایا گیا ہے۔اس میں پہلے مواصلاتی سیارہ Echo-1 سے لے کر سن کوم Syn Com تک کا تفصیلی ذکر ہے۔

عادل اسیر کی ادبی خدمات تین دہائیوں پر مشتمل ہے، ان کی شاعری نوخیز اطفال ونونہالان وطن کی امنگوں کا سرچشمہ بھی ہے اور آئینہ دار بھی، جس سے اردو کے طالب علم ہمیشہ استفادہ کرتے رہیں گے۔انھوں نے سائنسی ادب پر ایک بہت دلچسپ کتاب "ہمارے سائنس داں" لکھی ہیں۔اس کتاب میں انھوں نے ہندوستان کے چار عظیم سائنس داں ڈاکٹر چندر شیکھر وینکٹ رمن، ڈاکٹر میگھ ناو ساہا، ڈاکٹر ہومی جہانگیر بھابھا اور آچاریہ جگدیش چندر بوس کے حالات زندگی، ایجادات او رسائنسی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔

وکیل نجیب گزشتہ پینتیس سالوں سے بچوں کے لیے نظمیں، طویل اور مختصر کہانیاں اور ناول لکھ رہے ہیں۔وکیل نجیب نے عالمی ادب اطفال کے مقابلے بچوں کے لیے فنطاسیہ ، سائنس فکشن کی تخلیق کی ہے۔ انھوں نے اپنی نگارشات میں کہانیاں، ناولٹ، طویل اور تمثیلی ناول بھی ہیں۔نواب بنڈی والا ایک حقیقی کردار ہے جس کو اس خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ طنز وظرافت کی لطیف چاشنی نے اس ناول میں مقصدیت کو خوشگوار بنا دیا ہے۔وکیل نجیب بچوں کی نفسیاتی پیچیدگیوں، ذاتی ضروریات اور دلچسپیوں کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔دور جدید میں سائنس، سراغ رسانی اور مہمات پر مشتمل ناول بچوں میں بہت مقبول ہوئے ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کرداروں کے ذریعے ہم بچوں کو سائنسی معلومات بہم پہنچائیں۔

سائنسی ادب پر لکھنے والوں میں حشرات الارض اور دوسرے چھوٹے چھوٹے جانوروں کے متعلق اردو ادب اطفال کو سب سے اچھی سائنسی معلومات فراہم کرنے والے شمس الاسلام فاروقی کا نام ادب اطفال کی دنیا میں ہمیشہ یاد کیا جائے گا۔فاروقی صاحب خود ماہر حشرات الارض ہیں اور کیڑوں سے متعلق انھیں زبردست معلومات ہیں۔انھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے زولوجی (اینٹومالوجی) میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۹۸ میں انڈین ایگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ دہلی کے شعبہ حشرات الارض میں ۳۷سال تک اپنی خدمات انجام دینے کے بعد بحثیت پرنسپل سائنسداں سبکدوش ہوئے۔ریٹائرمنٹ کے بعد ۳سالوں تک مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی دہلی ریجنل سینٹر کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے اپنا فریضہ انجام دیا۔اس کے بعد

انجمن فروغ سائنس کی صدارت کی۔اب تک مختلف حشرات الارض اور پودوں کے حوالے سے ان کی تقریبا۲۰ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جب کہ مختلف رسائل وجرائد اور اخبارات میں تقریبا ۲۰۰ سے زیادہ مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ان کی کتابوں میں انوکھی پہیلی، کیڑوں کی دنیا، نیم بابا، شہید کی مکھی کے انوکھے کام، چیونٹی :ایک حیرت انگیز تخلیق، باہمت چیونٹی، کیڑوں کی پہیلیاں، ننھی مخلوق، کیڑوں کا میوزم، دلچسپ سیر، دماغ اور جگر کی کہانی: خود ان کی زبانی، ڈی این اے :اللہ کی نشانی، انسانی جسم:ایک معجزہ اور حشرات قرآنی جیسی اہم کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔

ڈاکٹر محمد اسلم فاروقی کا شمار بھی اردو کے ایسے ہی خاموش خدمت گذاروں میں ہوتا ہے جو اپنے طور پر اردو کے فروغ کے لئے ہمہ جہت کوشش میں لگے ہیں۔ان کے معلوماتی مضامین ملک و بیرون ملک کے رسائل اور اخبارات میں شائع ہوتے ہیں۔تدریسی ضرورتوں اور مختلف مواقع پر انہوں نے انگریزی مواد سے استفادہ کرتے ہوئے روز مرہ سائنس کے موضوعات پر معلوماتی مضامین لکھے۔ جو اخبارات اور رسائل میں شائع ہو کر مقبول ہو چکے ہیں۔ ان مضامین کو انہوں نے کتابی شکل میں ترتیب دیا ہے۔ چنانچہ "سائنس نامہ" کے عنوان سے ان کی تیسری تصنیف منظر عام پر آچکی ہیں۔ اس سے قبل ان کے معلوماتی ادبی و تحقیقی مضامین پر مشتمل دو تصانیف "قوس قزح" اور "مضامین نو" شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں۔

نصابی کتب بھی ادب اطفال کا حصہ ہیں۔حالیہ برسوں میں بعض مصنفین نے اردو میڈیم کے سائنس کے طلباء کے لیے این سی ای آر ٹی نصاب کے مطابق مختلف سائنسی مضامین کی کتب تیار کی ہیں جو طلباء کے لیے بہت کارآمد ہیں۔ انھیں تیار کرنے والوں میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کے پروفیسر زاہد حسین، ڈاکٹر خوشنود حسین، بنگال کے عبدالودود انصاری اور مہاراشٹر کے رفیع الدین ناصر قابل ذکر ہیں۔ بچوں کے لیے سائنسی ادب کے سرسری جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ عام طور سے مصنفین نے بچوں کی عمر کا لحاظ کیے بغیر اپنی تخلیقات پیش کی ہیں جو زیادہ تر بڑی عمر کے بچوں کے لیے ہیں۔ صرف بچوں کا ادبی ٹرسٹ وہ واحد ادارہ ہے جس نے بچوں کی عمروں کو ملحوظ رکھا ہے۔ماہرین کہتے ہیں کہ بچوں کا ادب ان کی عمروں کے اعتبار سے تیار کیا جانا چاہیے۔ تین سے چھ سال کے بچے پڑھنا نہیں جانتے، ان کے لیے تصاویری کتابیں ہونی چاہئیں جو سائنسی تصورات پیش کرتی ہوں۔ چھ سال کے بچے عموما چھوٹے چھوٹے جملے پڑھنے لگتے ہیں۔اس لیے ۶ سے ۸ سال کے بچوں کے لیے ایسی کتابیں ہوں جو زبان کے اعتبار سے آسان ، بے حد مختصر، دیدہ زیب تصاویر سے مزین ہوں۔ ۹ سے ۱۲ سال کے بچے فطرت میں دلچسپی لینے لگتے ہیں، اس لیے وہ ایسی کہانیاں پسند کرتے ہیں جو روز مرہ کے تجربات اور حادثات سے پر ہوں جب کہ ۱۲ سے ۱۴ سال کے بچے اپنے ماحول سے پوری طرح باخبر ہو جاتے ہیں اور ایسی تخلیقات پسند کرتے ہیں جو ان کی متجسس فطرت کے لیے باعث تسکین ہوں اور ماحول میں پائی جانے والی چیزوں کے بارے میں ان کے کیا اور کیوں کے جواب اپنے اندر رکھتی ہوں۔

بچوں کے سائنسی ادب کا فروغ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے جس پر ہمارے ادب کے مستقبل کا انحصار ہے۔اس سلسلے میں حسب ذیل اقدامات مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

اول☆ مصنفین انفرادی طور پر بچوں کے لیے سائنسی ادب لکھنے پر خصوصی توجہ دیں۔

دوم☆سائنسی ادب کے تخلیق کار اپنی کاوشوں کو غیر اہم تصور نہ کریں

سوم☆ تبصرہ اور تنقید نگار سائنسی ادب پر بھی توجہ مرکوز کریں تاکہ یہ تخلیقات نہ صرف عوام کے سامنے آسکیں بلکہ مثبت تنقید سے معیار ادب میں اضافہ بھی ہو سکے۔

چہارم☆ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان اور ریاستی اردو اکادمی جیسے ادارے سائنسی ادب اطفال کی تیاری اور فروغ کے لیے منظم طور پر پروجیکٹ کے تحت مختلف عمر کے بچوں کے لیے الگ الگ کتابیں تیار کریں۔

کتابیات

مقالہ محمد خلیل اردو اکادمی دہلی ،غیر مطبوعہ ۲۰۱۵

ڈاکٹر شمس الاسلام فاروقی ماہنامہ سائنس ۲۰۱۶

اردو میں بچوں کا ادب ایک تجزیہ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس ۲۰۱۶

نیم بابا ڈاکٹر شمس الاسلام فاروقی نیشنل بک ٹرسٹ ۱۹۹۸

ڈی این اے ڈاکٹر شمس الاسلام فاروقی، مرکزی مکتبہ اسلامی ۲۰۰۲

باہمت چیونٹی ڈاکٹر شمس الاسلام فاروقی نیشنل بک ٹرسٹ ۱۹۹۴

ماہنامہ سائنس ایڈیٹر پروفیسر محمد اسلم پرویز مرکز برائے فروغ سائنس جون ۲۰۱۴☆☆☆